

فرد کی زندگی پر ایمان کے اثرات

عبد الحمید صدیقی

ایک انسان اپنی زندگی میں کیا چاہتا ہے؟ اسے کس چیز کی تلاش لاحق رہتی ہے؟ اور وہ کن عظیم اور ارفع مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے؟ ان سوالات کا جواب آسانی دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہماری نظر گرد و پیش کے حالات پر ہو اور تاریخی انسانی سے بھی بخوبی واقف ہوں۔

ایک سلیم الفطرت انسان یہ چاہتا ہے کہ اپنے مقام انسانیت کو سمجھے اور ان امتیازی اوصاف کے ساتھ زندہ رہے جن کی وجہ سے وہ انسان کہلانے کا مستحق ہے، اور اس عالم کون و مکاں میں اس کی شخصیت کی عزت متعین ہو۔ پھر وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے اپنے وجود کی غایت اور پوری طرح اس کا شعور ہو۔ وہ کیڑے مکوڑوں، چوپایوں اور دوسرے حیوانات کے درمیان ایک منفرد، ممتاز اور قابل ذکر ہستی کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں فرد کو طاقت بھی درکار ہے۔ عالم مادی کے حادثات و واقعات سے نمٹنے کے لیے دوسروں کی سرکشی اور خود اپنے نفس کی خواہشات کا مقابلہ کرنے کے لیے قوت کی ضرورت ہے۔ حصول مقاصد اور ادائے فرائض کے لیے وہ قوت کا طالب ہے۔ ایسی قوت جس سے وہ اعلیٰ اقدار حیات کا تحفظ اور کثیر الوسائل معاشرہ کے غلط اور ناپسندیدہ رجحانات کا تدارک کر سکے۔ نیز جو اس کے ضعیف جسمانی اور عجز طبعی کا بھی بدل بن سکے۔ فرید برآں انسان کو ایک اور چیز کی بھی تلاش ہوتی ہے اور وہ ہے سعادت و خوش بختی۔ انسان اپنے ایام حیات، اطمینان قلب اور ذہنی سکون کے ساتھ گزارنا چاہتا ہے۔ وہ رضائے ذات کا طالب اور نیک اور مقدس تمنائوں کا آرزو مند ہوتا ہے اور نفس و آفاق پر محبت کی عملداری دیکھنا چاہتا ہے۔

رہے وہ لوگ جو حیوان کی طرح زندہ رہنے، کھانے اور مٹ جانے کے متمنی ہوں یا جو زندوں اور بھڑیلوں

لے یہ مضمون شیخ یوسف قرضاوی صاحب کی کتاب الایمان والحیاء سے ماخوذ ہے۔

کی طرح ظلم و زیادتی کے خوگر اور قتل و غارت گری کے دلدادہ ہوں اور اپنی مشاغل میں لذت و سرور پاتے ہوں، ایسے لوگ کسی درجہ میں بھی انسانیت کا معیار قرار نہیں دیے جاسکتے۔ لہذا ان کا ذکر بے فائدہ ہے۔ ان صفحات میں ہم اس بات کا جواب دیں گے کہ فرد کے حقیقی مقاصد اور سچی امنگوں کی تکمیل میں ایمان کیا کردار ادا کرتا ہے۔

ایمان اور تکریم انسان

انسان، مادہ پرستوں کی نظر میں انسان کیا ہے؟ ایک مشت خاک جس نے زمین سے نشوونما پائی، زمین ہی پر چلتا پھرتا اور کھانا پیتا ہے اور زمین ہی میں مل جلے گا۔ یہ خون، گوشت اور ہڈیوں کا مجموعہ ہے جس کے مغز استخوان سے اُسی طرح عقل و فکر پیدا ہوتی ہے جس طرح جگر سے صفراء۔ انسان کوئی بڑی اہم ہستی نہیں جو دوسری مخلوقات سے تمیز و ممتاز ہو۔ بلکہ یہ بھی از قسم حشرات و حیوانات، ایک حیوان ہی ہے جس نے مُردِ مائے سے ترقی کر لی اور اپنی موجودہ شکل کو پہنچا۔ بہر حال اس وسیع و عریض عالم موجودات میں انسان ایک نہایت کمزور وجود ہے جو چند ہزار سال سے کُرّہ ارضی پر آباد ہے۔ حالانکہ اس کائنات میں خود یہ زمین اور اس پر پائی جانے والی اشیاء لاکھوں کروڑوں سالوں سے موجود ہیں۔ بلحاظِ زمان و مکان انسان کی یہی حیثیت ہے۔ رہا اس کا جسدِ خاکی تروہ تقریباً ڈیڑھ سو پونڈ وزن رکھتا ہے جس میں روغنیات کی مقدار اتنی ہوتی ہے جس سے صابن کی سات ٹکیاں بن سکیں۔ اتنی کاربن ہوتی ہے جتنی کہ سات پیسلوں میں۔ اتنا فاسفورس جس سے سوسا سو دیا سلاٹیاں بن سکیں۔ میگنیشیم اتنی مقدار میں کہ جس سے ایک گھونٹ مشہل دوائی تیار ہو سکتی ہو۔ ایک درمیانہ ساخت کی میخ کے برابر لوہا۔ اتنا چونا جو ایک مرغی خانہ کی سفیدی کے لیے کافی ہو۔ اور گندھک کی اتنی مقدار جس سے ایک کتے کی کھال صاف کی جاسکے۔ اور باقی پانی۔ تو یہ ہیں وہ عناصر جن سے انسان کا جسم مرکب ہے۔ اور اتنی مقدار میں مذکورہ عناصر بنا رہے چند روپوں کے عوض دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اب آپ اندازہ کر لیں کہ ایک مادی انسان کی قیمت کیا ٹھہری۔

ملاحظہ عرب میں سے ایک معاصر کہتا ہے: ”کیا ہماری کوئی فکر حشرات الارض کی فکر سے بڑھ کر بھی ہے۔ ہم اپنی ذات کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور یہی حال حشرات کا ہے۔ ہمیں اثباتِ ذات کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ ہم میں اور کیڑے مکوڑوں میں کوئی فرق نہیں سوا اس کے کہ ہم ترقی یافتہ جانور ہیں اور وہ کم تر ترقی یافتہ۔“ ڈارون فرائڈ اور ان جیسے دوسرے مادہ پرست، انسان کو مذبذبوں سے روشناس کرانے کی بجائے اسے پستیوں میں

دیکھتے ہیں۔ ان کی نظر میں انسان ایک ترقی یافتہ حیوان ہے جسے روح الہی اور ہدایتِ سماوی کی ہوائیں نہیں لگی۔ انسان کو غلاظت میں آلودہ اور کیچڑ میں لت پت دیکھ کر ان کو کوئی تعجب اور حیرت نہیں ہوتی البتہ اگر طہارت و پاکیزگی کا ذکر ہو، خواہشِ نفس اور حرص و آرزو سے بنیاری کی بات ہو اور انسان رضائے حق کا طلبگار اور اللہ کی راہ میں جان و مال کی بازی لگانا ہو، نظر آئے تو مادہ پرست حضرات فوراً کان کھڑے کر لیتے ہیں۔

انسان اہل ایمان کی نظر میں | صاحبِ ایمان کی نظر میں انسان، اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت باعزت اور بابرکت مخلوق ہے جسے اس نے بہترین شکل و صورت عطا کی۔ علم و ارادہ کی امتیازی صفات بخشیں۔ مسجود و ملائکت بنایا اور پھر اسے اپنا نائب بنا کر زمین پر اتارا۔ اور ارض و سموات میں جو کچھ ہے اس کے لیے مستقر کر دیا ایک حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ابنِ آدم! میں نے تجھے اپنی اطاعت کے لیے پیدا کیا اور باقی تمام مخلوقات کو تیری خدمت کے لیے۔ تجھ پر میرا یہ حق ہے کہ میرے بتائے ہوئے مقصدِ زندگی سے نظریں ہٹا کر ان چیزوں کا ہو کر نہ رہ جا جو میں نے تیرے لیے پیدا کی ہیں۔ ابنِ آدم! تو مجھے تلاش کر، مجھے پائے گا۔ اگر تو نے مجھے پایا تو گویا ہر چیز کو پایا اور اگر تو مجھے ہی نہ پاسکا تو پھر کسی بھی چیز کو نہ پاسکے گا۔ چاہیے کہ میں تیری نظر میں ہر شے سے پیارا بن جاؤں۔“

بلاشبہ انسان اس وسیع و عریض کائنات میں بلحاظِ وجود کچھ بھی نہیں لیکن اپنی رُوح اور اپنے معنوی وجود کے اعتبار سے بہت کچھ ہے۔

وَتَزَعَمُ أَنَّكَ جَوْمٌ صَغِيرٌ
وَفِيكَ النُّطُوى الْعَالَمُ الْأَكْبَرُ

بلاشبہ انسان بلحاظِ عمر بہت چھوٹا ہے لیکن یہ تو اس کے موجودہ جسمِ خاکی کی عمر ہے۔

اہلِ ایمان یقین رکھتے ہیں کہ موت انسانی زندگی کی انتہا نہیں۔ یہ محض ایک مرحلہ و مقام انتقال ہے حیاتِ دنیوی سے حیاتِ اخروی کی طرف، بلکہ حیاتِ ابدی کی طرف۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ (النمر: ۷۳)

انسان کا یہی وہ مقامِ عزت ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سینکڑوں آیات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اولین وحی میں انسان ہی کو خطاب فرمایا

اِقْدُوا بِاَسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ هِ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ هِ اِقْدُوا وَرَبَّكَ الْاَكْرَمَ
الَّذِي عَلَّمَهُ بِالْقَلَمِ هِ عَلَّمَهُ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
يَعْلَمْ هِ

پڑھو اپنے پروردگار کے نام سے جس نے (ہر چیز کو)
پیدا کیا۔ اُسی نے انسان کو خونِ بستہ سے پیدا کیا۔
پڑھو اور یقیناً تمہارا پروردگار بڑا ہی کریم ہے۔
جس نے قلم کے ذریعے علم بخشا۔ اُن باتوں کا انسان
کو علم بخشا جو اسے معلوم نہ تھیں۔

ان آیات میں انسان کا اس کے رب کے ساتھ تعلق بیان کیا گیا ہے۔ پیدا آتش اور زکریم کا تعلق زینر
ہدایت اور تعلیم کا تعلق۔ اسی طرح پورا قرآن انسان کی بندگی درجات اور مدارج کمال کے تذکروں سے
بھرا پڑا ہے کہیں اگر فسق و فجور کی پستیوں میں گرے ہوئے انسانوں کا ذکر کیا گیا ہے تو مقصود وہاں
بھی یہی ہے کہ اس قدر مذلت کا احساس دلا کر انہیں اپنی عظمت سے آشنا کیا جائے۔

اللہ کے ہاں انسان کا مرتبہ و مقام

قرآن کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ کا انسان سے اور انسان کا اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق بیان کیا گیا ہے۔
اور بعض مذہب پسند لوگوں کے اس خیال کی قطعی تردید کی گئی ہے کہ بندے اور خدا کے درمیان کچھ
واسطے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ
أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ - (البقرہ: ۱۸۶)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں
سوال کریں تو (اُن سے کہو کہ) میں (اُن سے) بہت
قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا
ہوں۔ (البقرہ: ۱۸۶)

اور یہ کہ:

إِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ
نَفْسُهُ وَنَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق: ۱۶)

بلاشبہ ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں
اس کا نفس اُسے کن وسوسوں میں مبتلا کرتا ہے اور
ہم رگِ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اسی مقامِ قرب کو ایک حدیثِ قدسی میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے

کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ مجھے خیال کرتا ہے۔ اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں بھی اُسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ بالشت بھر میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آجاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھے تو میں دو تین ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ وہ میرے پاس چل کے آتے تو میں دوڑ کر اس کے پاس پہنچتا ہوں۔ یہ ہے اللہ کی جناب میں انسان کا مقام۔ ملاءِ اعلیٰ میں انسان کا مرتبہ و مقام تخلیقِ آدم سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔ ملائکہ نے خلافتِ بشری کے بارے میں بعض خدشات کا ذکر کرنے کے بعد کہا۔ مولائے کریم آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ ان کا مدعا غالباً یہ تھا کہ ہماری موجودگی میں ایک نئی مخلوق کے سر پر خلافت کا تاج رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر عظمتِ آدم کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اس کے بعد ملاءِ اعلیٰ میں عظمتِ آدم کا باقاعدہ اعتراف کیا گیا:

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝ فَادْاَسُوْهُنَّ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدٰیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجَعُوْنَ ۝ اِلَّا ابْلِیْسَ ۙ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔

جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں پھر جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس حکم کے مطابق سب کے سب فرشتے سجدے میں گر گئے مگر ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھنڈا کیا اور کافروں سے ہو گیا۔

(ص: ۱۷۷، ۱۷۸)

اللہ کے حکم سے سزائی اور فضیلتِ آدم کا انکار کرنے کی پاداش میں ابلیس لعنت اور چٹکار کا مستحق ٹھہرا۔ فَاُخْرِجْ مِنْهَا فَانَّكَ رَجِیْمٌ۔ وَانَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اس طرح عالمِ بالا میں انسان کو شروع ہی سے نہایت محترم مقام حاصل رہا ہے۔

عالمِ مادی میں انسان کا مرتبہ و مقام اس وسیع عالمِ مادی میں انسان ایک مرکزی شخصیت ہے جو اشرف المخلوقات ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اس کے لیے مسخر کر دیا گیا ہے۔ مہر و مہر و جیسے عظیم نشان تیاروں سے لیکر ایک ایک ذرہ خاک اور قطرہ آب تک کی تخلیق انسان ہی کے استعمال و استمتاع کے لیے ہے۔

الَّذِينَ تَرَوُا أَنَّ اللَّهَ يَخَذُ لَكُمْ مِمَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمِمَّا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (لقمان-۲۰)

علمائے اسلام کے نزدیک انسان کا مقام | ابوبکر ابن العربی - اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق انسان سے بہتر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حقیقی و علیم، قادر و منکظم، سمیع و بصیر اور مدبر و حکیم بنا کر پیدا کیا ہے۔ اور یہ صفات خدا سے بزرگ و برتر کی ہیں۔

امام غزالیؒ - انسان اپنے اندر صفاتِ محمودہ پیدا کر لے تو اسے ذاتِ حق کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللَّهِ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ ذی علم ہونا - خلقِ خدا پہ احسان کرنا اور لطف و رحمت سے پیش آنا، حق کی طرف اس کی رہنمائی کرنا اور کفر و باطل سے اسے بچانا، اور ایسے ہی شریعت کے دوسرے احکام پر عمل کر کے انسان خدا کے قریب ہوتا ہے۔ اور اسی علی و عظیم ہستی کا قرب خود انسان میں بھی علم و عظمت پیدا کر دیتا ہے۔

امام ابن قیمؒ - اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے نوعِ انسانی کو انتخاب کیا۔ اس کی تکویم کی اور اسے فضل و شرف بخشا۔ اسے اپنی اطاعت و بندگی کے لیے اور باقی تمام چیزوں کو اس کی خدمت کے لیے پیدا کیا۔ اسے اپنی معرفت، اپنی محبت اور اپنا قرب عطا کیا۔ ارض و سموات میں جو کچھ ہے اس کے لیے مستقر کر دیا۔ حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی جو بیداری و خواب اور سفر و حضر میں اس کی حفاظت کرتے ہیں اسی پر اللہ نے اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کیے۔ اسے خطاب فرمایا اور اس سے کلام کیا غرض حضرت حق سے انسان کو وہ مقام ملنے نصیب ہوا جو کسی دوسری مخلوق کو نہ مل سکا۔

شرفِ انسانی کے بعد عزتِ ایمانی | یہ کرامت و بزرگی تو وہ ہے جو ایک انسان کو بلحاظِ انسان حاصل ہے لیکن اگر وہ صاحبِ ایمان ہو تو عزت و شرف کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ”خیرت“ قرار پاتا ہے۔ خدا و رسول کی نظر میں معزز و محترم ٹھہرتا ہے۔ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔ اس نے دنیا میں غلبہ و استیلا اور مقامِ قیادت و سیادت نصیب ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت ربِ جلیل کی تائید و نصرت، حمایت و حفاظت اور معیت و رفاقت میں رہتا ہے۔ اُس کا فعل صلاحِ اعمال کا معیار اُس کا قول محکم و معتبر، اس کی رضا اللہ کی رضا اور اُس کا غضب اللہ کا غضب بن جاتا ہے۔ غرض یہ ایمان ہے جو انسان کو سطحِ خاک سے اٹھا کر اوجِ افلاک پہ پہنچا دیتا ہے۔

وَمِمَّا زَادَنِي شَوْفًا وَعِزًّا وَكَدْتُ بِأَخْصَىٰ أَطَا السُّتُوبِيَّا

انسان کے بارے میں اسلام اور مادیت کے تصورات میں فرق | ایک آدمی زندگی بسر کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بس حیوان ہی ہے جس کی پیدائش سے پہلے کوئی اصل نہیں۔ اور موت کے بعد جس کا سلسلہ آگے نہیں چلتا اور اس کائنات سے جس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مقابلے میں ایک دوسرا انسان ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ زمین پہ اللہ کا نائب ہے۔ اور حق و صداقت کے نفاذ، خیر و برکت کے صدور اور نیکی اور بھلائی کی اشاعت میں اس کی نیابت کر رہا ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ تمام کائنات اُس کی خادم ہے۔ لہٰذا اُس کے مطیع ہیں اور رب موجودات کی معیت اسے حاصل ہے، نیز اُس کا شمار انبیاء و صدیقین شہداء اور صالحین میں ہے کہ جن پر اللہ نے بے حد و حساب انعامات کیے ہیں۔ یہ دوسرا انسان نچتہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ موت کے ساتھ ختم ہو جانے والا نہیں اور نہ قبر اُس کا آخری گھر ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا ہوا ہے۔ ان دونوں انسانوں کے افکار میں یہ عظیم فرق دراصل دو نظریات کا فرق ہے جنہیں اسلام اور مادیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آج انسان کے بارے میں جو فکر مغربی تہذیب و تمدن کی رہنمائی کر رہا ہے وہ سراسر مادہ پرستانہ فکر ہے جو اسلام سے ذیل کے تین بنیادی امور میں بالکل مختلف ہے۔

۱، اس کائنات میں انسان کی حیثیت و منزلت ۲، اس کی فطرت ۳، اس کا وظیفہ حیات اور اس کی غایت۔

انسان کی حیثیت و منزلت | عقیدہ اسلام کے مطابق انسان کی حیثیت زمین میں خلیفہ اللہ کی ہے جو اپنی تخلیق کے اعتبار سے ایک منفرد، مکرم اور مسئول ہستی ہے۔ اس کا وجود دنیا میں مستقل بالذات نہیں بلکہ اپنے خالق مالک اور پروردگار کے ارادہ و مشیت کے تحت قائم ہے۔ اور صرف اسی کے حکم کا تابع ہے۔ اس کے برعکس مادیت کے علمبردار انسان کو کوئی با شرف مخلوق نہیں سمجھتے۔ ان کی نظر میں وہ ازسبم نباتات ایک چیز ہے جو خود بخود عدم سے وجود میں آگئی ہے۔ اور کچھ عرصہ زندگی گزارنے کے بعد جسے ہلاک اور فنا ہو جاتا ہے۔ یا پھر وہ ایک ذی شان حیوان ہے، ایک اجتماعیت پسند حیوان اور ایک تکیہ پر حیوان، جو ترقی کے بے شمار مراحل طے کرنے کے باوجود حیوان ہی رہتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس حیوان کو علم و تجربہ کی بنا پر مادہ و طبیعیات پر کچھ بالادستی حاصل ہو گئی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہی حیوان

محدود علم، محدود ارادہ و اختیار اور تصرف و کار فرمائی کی محدود صلاحیتوں کو اپنے اندر موجود پاک خدا ہونے کا وعید اربن بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اس نظریہ مادیت کے تحت شعور کی دو مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں ایک تو انسان کو اپنے بارے میں کم عقل سستی، بے فائدہ و بے کار شے اور حیوان محض ہونے کا شعور ہے اور دوسرا وہ شعور ہے جو انسان میں احساسِ فخر و غرور اور جذبہ کبر و تعلی پیدا کرتا ہے جس کے تحت انسان اپنے آپ کو ایسا متصرف و مختار سمجھنے لگتا ہے جسے کوئی پوچھنے والا ہی نہ ہو جیسا کہ کھلے نے کہا "انسان ہی دنیا سے جدید کا صاحبِ ارادہ خدا ہے۔" لیکن علمی ترقی کے ساتھ ساتھ جب انسان کی آنکھوں کے آگے سے جہالت و طغیان کا پردہ سرکنے لگا اور مشینی انقلاب اور مادی چمک دمک کی حقیقت اُس پر کھلنے لگی تو اُسے وہ بحران محسوس ہونا شروع ہو گیا جو اُس کی ذات میں مادہ پرستانہ افکار قبول کرنے کی بناء پر پیدا ہو رہا تھا۔ اس حقیقت کا سراغ بہت سے مغربی ناقدین کی کتابوں میں ملتا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:- الیکسی کیریل، شپنگلر، الفرد کاہن وغیرہ۔

انسان کی فطرت | فطرتِ انسانی حقیقتاً کیا ہے؟ اس مسئلہ کی تہ تک پہنچنے میں مادہ پرستوں کو خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ایک مشہور امریکی پروفیسر اپنی کتاب حیات الروح میں لکھتا ہے:

"انسان کی عجیب و غریب اور بلی جلی فطرت ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے اہل علم کو زمانہ قدیم سے ورطہ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ جسمانی پہلو سے دیکھا جاتے تو انسان مادہ ہے کیونکہ اس کا جسم پیدا ہوتا ہے نشوونما پاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان جسم ہی کا نام نہیں، اس میں ایک اور چیز بھی پائی جاتی ہے جس کے ادراک سے حواسِ خمسہ عاجز ہیں جو اس جسمِ خاکی پہ حکمرانی کرتی ہے اور جس میں شعور و فکر کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ یہی دوسری چیز فطرتِ انسانی کا وہ پہلو معلوم ہوتا ہے جس میں اس کے وجود کا جو ہرگز کمزور ہے۔ پس انسان دو چیزوں کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ ایک تو مادی وجود ہے اور دوسری کوئی غیر مادی شے۔ کیا یہ دونوں چیزیں حقیقت میں یا ان میں سے ایک نرا دہم ہی ہے؟"

یہ ہے فطرتِ انسانی کے فہم میں مادیت کے پرستاروں کی گمراہی۔ اس کے مقابلے میں دیکھیے کہ اسلام کو فطرتِ انسانی کے بارے میں کیسی مکمل معرفت اور شعورِ تمام حاصل ہے۔ اس کے نزدیک انسان دو چیزوں سے عبارت ہے۔ جسم کثیف اور روح شفاف۔ جسم اس کا تعلق زمین کے ساتھ جوڑنا ہے جبکہ روح اسے بلند یوں پر فائز دیکھنا چاہتی ہے۔ جسم مختلف قسم کے مادی داعیات کی آماجگاہ ہے